QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

تعمیر شخصیت کے اصول وضوابط کا تحقیقی مطالعہ (قرآن وسنت کے تناظر میں)

A Research Study on the Principles of Personality Development in the Light of the Qur'an and Sunnah

Abida Qasim
M. Phil Scholar Minhaj University Lahore.
Email: abidaqasim1@gmail.com
Muhammad Farooq Siddique
Lecture & Manager Superior University Lahore (CAKCCIS)
farooq@superior.edu.pk

Abstract

The true purpose of human life is the construction and fortification of personality. The river of life carries with it the chronicles of millions of years of ups and downs, while ahead lies an ocean of endless possibilities stretching into eternity. Man, poised between these two shores, is a brief yet delicate and supremely significant link. The Lord of the universe, in His infinite wisdom, has arranged guidance and enlightenment for all of creation. Unlike other beings, man has been endowed with the privilege of will and choice in his actions, yet despite this he remains in need of direction and guidance. To fulfill this innate need, Allah Almighty sent His chosen Prophets in every age, whose foremost mission was the training of mankind and the shaping of their character. The Prophets continued to convey the message of truth and guidance, striving to nurture such noble souls who could lay the foundations of a righteous and purposeful society. Thus, the construction of personality and the building of society are, in fact, the very spirit and essential aim of Prophethood. With the conclusion of this sacred chain, the noble saints, the righteous scholars, and the perfected Sufis devoted themselves tirelessly to this mission. Through their sincere efforts and unrelenting struggles, the process of human refinement and perfection continued its journey toward completion.The Holy Qur'an has eloquently and comprehensively outlined the requisites of personality-building in a style accessible to all, while the system of life established by the Holy Prophet (peace be upon him) stands as a complete and universal program for the development of human character. By following this path, individuals and nations, each according to their capacity, traverse the stages of eternity and attain the stations of Divine knowledge and gnosis.In the present article, an attempt has been made to study the continuity and permanence of personality development in the light of the Qur'an and Sunnah.

Keywords*: Personality development, Qur'anic guidance, Seerah of the prophet, Islamic teachings, Spiritual growth.*

انسانی زندگی کا مقصود حقیقی شخصیت کی تعمیر و تشکیل اور اس کی استواری ہے۔ زندگی کی یہ ندی اپنے پیچھے کروڑوں برس کے نشیب و فراز کی داستان سمیٹے ہوئے ہے اور آگے ابد تک پھیلے امکانات کے بحرِ بیکراں سے ہمکنار ہے۔ انسان انہی دو کناروں کے درمیان ایک نہایت مختصر مگر انتہائی نازک اور غیر معمولی اہمیت کی کڑی ہے۔ ربِّ کائنات نے اپنی حکمتِ کاملہ کے تحت مخلوقات کے رشد و ہدایت کا سامان مہیا فرمایا ہے۔ دیگر مخلوقات کے برعکس انسان کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اپنے اعمال کی انجام دہی میں ارادہ و اختیار رکھتا ہے، مگر اس کے باوجود وہ ہدایت ورہنمائی کا محتاج ہے۔ اسی فطری ضرورت کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے برگزیدہ انبیاء کو مبعوث فرمایا، جن کی بعثت کا سب سے نمایاں مقصد نوعِ انسانی کی تربیت اور ان کی

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

شخصیت کی تشکیل تھا۔ انبیاءِ کرامؑ انسانیت کو حق وہدایت کا پیغام پہنچاتے رہے اور ایسے نفوسِ قدسیہ تیار کرتے رہے جو ایک صالح اور باہدف معاشرے کی بنیاد رکھ سکیں۔ یوں تعمیرِ شخصیت اور معاشرہ سازی در حقیقت بعثتِ انبیاء کی روح اور اس کا مقصدِ اصلی ہے۔ جب یہ سلسلہ ختم ہوا تو اللہ کے برگزیدہ اولیاء، علماء ربانیین اور صوفیاء کاملین اس فریضے کو اپنی جدوجہد کا محور بناتے رہے۔ انہی کی شبانہ روز مساعی اور اخلاص پر مبنی کاوشوں سے انسانی تعمیر کا سفر اپنی تکمیل کی طرف بڑھتا رہا۔ قرآنِ حکیم نے تعمیرِ شخصیت کے لوازم کو نہایت بلیغ اور عام فہم انداز میں واضح کیا ہے، اور حضور نبی کریم ﷺ نے جو ضابطۂ حیات عطا فرمایا وہ انسانی شخصیت کی تعمیر کا ایک جامع اور ہمہ گیر پروگرام ہے۔ اس نظامِ حیات پر چل کر فرد اور اقوام اپنی استعداد کے مطابق مقامِ ابدیت اور معرفتِ الٰہی کی منازل طے کرتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں ہم نے قرآن وسنت کی روشنی میں تعمیرِ شخصیت کے تسلسل اور اس کی بقا کا جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

شخصیت سازی کا معنی و مفہوم:

شخصیت کی اصطلاح عام مگر تعریف کے لحاظ سے دقیق ہے کیونکہ مختلف طبقاتِ علماءاِسکی مختلف تعریفات کے قائل نظر آتے ہیں۔ عوام کے خیال میں جس شخص سے دوسرے انسان جس وجہ سے متاثر ہوتے ہیں وہی اُسکی شخصیت ہوتی ہے جیسا کہ عام بول چال میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص دلکش اور متاثر کن شخصیت کا مالک ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے متعلق ہمارا عمومی تاثر بہت خوش گوار ہے۔ لیکن شخصیت کی اس تعریف سے مشکل یہ پیش آتی ہے کہ ضروری نہیں کہ یہ تاثر ہر ایک کے لیے خوشگوار ہی ہو۔ ہم جس دوست کی شخصیت سے مرعوب ہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی اسے ناپسند کرتے ہوں اس لیے شخصیت کو محض اس کی ظاہری قدر وقیمت کی نظر سے دیکھنا درست معلوم نہیں ہوتا حقیقت یہ کہ شخصیت انسانی خصوصیات کا اتنا پیچیدہ نظام ہے کہ مختلف علماء نے اپنے نقطہ نظر سے شخصیت پر روشنی ڈالی ہے کسی نے ایک پہلو کو اور کسی نے دوسرے پہلو کو اہمیت دی ہے۔[1]

۱۔ فیروز الغات میں مولوی فیروز الدین شخصیت کا معنی لکھتے ہیں:

> "شخص ہونے کی خصوصیات، یکسانیت، شرافت، درجہ عزت، شیخی، غرور'[2]

۲۔ رابرٹ (۲۰۰۲ء) کے مطابق

> "شخصیت سے مراد افراد کے مثالی اور کم وبیش مستقل کردار، خیالات اور احساسات کے انداز ہیں اور انہی کی وجہ سے فرد ماحول اور زندگی میں مثالی مطابقت اختیار کرتا ہے۔"[3]

---

[1] علوی، عبد الحیی، (۱۹۸۹ء)، اصول نفسیات، اسلام آباد، مقتدر قومی زبان، ص: ۲۵۳

[2] فیروزالدین مولوی (س ن)، فیروزالغات، لاہور، فیروز سنز، ص ۸۳۸

[3] ٹی ایم، یوسف، (۲۰۰۹ء)، کتاب علوم نفسیات، لاہور، علمی کتاب خانہ اردو بازار، ص ۲۸۰

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

شخصیت سازی کی ضرورت واہمیت:

خالق ارض وسماء نے حضرت انسان کو پیدا فرما کر یوں ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ کائنات میں اس مخلوق کو ایک منصوبے کے تحت پھیلایا، فرد سے خاندان اور خاندان سے معاشرے پیدا فرما دیئے۔ دنیا میں رہتے ہوئے بنی نوع انسان کو وہ تمام امور جو انہوں نے اپنے زندگی میں معاشرے میں روا رکھنے ہوتے ہیں باقاعدہ ان کے متعلق تعلیمات دیں اس کے لیے انبیاءورسل اور کتب سماویہ کا سلسلہ شروع کیا جن کی وساطت سے دنیا میں پھیلے ہوئے معاشروں کو خالق کائنات کا پیغام پہنچایا جاتا ہے۔

تعمیر شخصیت یا کردار سازی کا قرآن کے ساتھ گہرا تعلق ہے قرآن کا موضوعٰ انسان ہے اور انسان کے تین اجزاء جسم، روح اور اوصاف پر بحث کرتا ہے اللہ تعالی نزولٰ قرآن کا مقصد ہی حضرت انسان کی اصلاح ہے اسی وجہ سے اللہ تعالی نے انسان کی اصلاح اور اس کے کردار کی تعمیر کے لیے ہر وہ اسلوب اختیار کیا جو انسان کی طبیعت اور مزاج کو قبول کرتا ہے۔ انسانی جسم اور روح پر قرآن بحث کرتا ہے اور اس کی تخلیق وانجام تک کی بات کرتا ہے۔ قرآن کا انسان سے دنیا میں مقصود ومطلوب یہی ہے کہ وہ اللہ کی بندگی میں آجائے اور اپنے نفس کی اصلاح کر کے معاشرے کا مفید ترین انسان بن جائے تاکہ دیگر افراد اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہیں یہی وجہ ہے کہ کلام الٰہی پورے کا پورا مختلف اسلوب کے ساتھ انسانی تربیت کا مجموعہ ہے۔ قرآن مجید کو اللہٰ تعالی نے انسانی زندگی کے لئے ضابطہء حیات کے طور پر اتارااور ایسا جامع بنایا کہ اس میں اب کسی تبدیلی کی ضرورت باقی نہ رہے۔

قرآن مجید میںّ سب سے زیادہ زوراس بات پر دیا گیا ہے کہ رب العالمین نے اس کائنات کو اور تمامٰ مخلوقات کو ایک اعلی مقصد کے تحت بنایا ہے اور انسان کو اس زمین پر اشرف المخلوقات ولقد کرمنا بنی آدم بنایا، اپنا نائب اور منتظم بنایا، اور اس کے مقام بلند کو اس طرح روشناس کیا۔ قرآن کریم میں ہے

> وفضلنٰھم علیٰ کثیرّ ممن خلقنا تفضیلا[4]
>
> "ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی اور تری میں سواریاں عطا کیں اور انکو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔"

انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی واحد وجہ یہ ہے کہ اس کے پاس عقل اور اخلاق وکردار نام کا وہ ملکہ ہے جو اس کو دوسری تمام مخلوقات سے یکسر علیحدہ کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن جہاں عبادت کے دائرہ میں شرک سے روکتا ہے اور ایک خدا کی عبادت کا حکم دیتا ہے وہاں وہ اخلاق وکردار کے دائرہ میں جھوٹ بولنے، وعدہ خلافی، خیانت، بدی، رشوت، بغض وحسد اور دوسری برائیوں سے بھی منع کرتا ہے۔ قرآن مجید ان بری باتوں کے بر خلاف جن خوبیوں کو اختیار کرنے کی ہدایت کرتا ہے ان میں سچ بولنا، عفت وپاک بازی، عفوودرگزراور ایثار وقربانی جیسے نیک اوصاف کی طرف توجہ دلاتا ہے، انسان جس حد تک ان اوصاف سے متصف ہو جائے اسلام اسے اس حد تک انسان کے معیار کی بلندی قرار دیتا ہے اور ایک صحت مند و توانا معاشرہ ٴانسانی کے وجود وبقا کے لئے یہ ہدایت کرتا ہے۔

[4] القرآن، ۱۷:۷۰

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

"ان اللہ یأمر بالعدل ولأحسان وأیتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی[5]

" اللہ انصاف اور احسان سے کام کرنے اور رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے وہ بے حیائی ناپسندیدہ بات اور سرکشی سے روکتا ہے تمہیں وہ نصیحت کرتا ہے شاید کے تم نصیحت پا جاؤ۔

قرآن نے صرف احکام وہدایات دینے پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس مقصد کے تحت اپنے کا پیکر بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لئے نمونۂ عمل قرار آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اخلاق وکردار دیا، فرمایا جاتا ہے۔"

لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوۃ حسنۃ[6]

"تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔"

تاریخ شاہد ہے کہ خوف خدا، صبر وعزیمت، عفو ودرگزر، مساوات وعدل واحسان، اخلاص، فحشاء ومنکر سے اجتناب، گویا اسی طرح کی سینکڑوں درخشاں قرآنی تعلیمات اور ان پر ایک بدو وحشی قوم کا عمل پیرا ہو کر عالم گیر انقلاب کا روح پرور منظر پیش کرنا اس صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے کہ انسانی کردار سازی میں قرآن مجید کا کوئی مثل نہیں۔ اللہ کی کتاب قرآن اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دونوں اس امر پر گواہ ہیں کہ ایک مسلم کو اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمانہ سے متصف ہونا ضروری ہے۔ ان سے اس کا دین بھی مکمل ہوتا ہے اور شخصیت میں بھی چار چاند لگ جاتے ہیں۔

تعمیر شخصیت کے اسلامی اصول:

انسانی شخصیت، تخلیق اور تعمیر کی دو جہات سے عبارت ہے۔ تخلیقی اعتبار سے انسان کو کائنات میں ساری مخلوقات پر برتری حاصل ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔[7]

"بیشک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔"

اگرچہ کہ یہ کلیہ انسانوں کو دیگر مخلوقات پر برتری عطا کرتے ہوئے اشرف المخلوقات کا شرف عطا کرتا ہے۔ لیکن انسانوں پر انسانوں کی برتری کے بھی اللہ نے اصول مقرر کیئے ہیں جس کی بنیاد پر انسان کو اعزاز وافتخار حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ پاک نے فرمایا۳۰

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔[8]

"بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو، بیشک اللہ خوب جاننے والا خوب خبر رکھنے والا ہے۔"

---

[5] القرآن، ۱۶:۹۰

[6] القرآن، ۳۳:۲۱

[7] القرآن، ۹۵:۴

[8] القرآن، ۴۹:۱۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

یہ بات واضح کر دی گئی کہ موت وحیات کی تخلیق کا اصل سبب ہی کردار کی آزمائش ہے۔یہ دنیا دارالعمل ہے' اچھے اعمال سے شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔برے اعمال تخریب شخصیت کا باعث بنتے ہیں۔ قرآن اور اسوہ رسول اکرم ﷺ کی روشنی میں ایمان ویقین، علم، تفکر، نیت، ارادہ، عمل، نتیجہ عمل اور احتساب شخصیت سازی کے اہم عناصر قرار دیئے گئے ہیں۔

ا۔ایمان ویقین: ایمان ویقین سے مراد وہ جذبہ ہے جو انسان کو غفلت، بخل اور بزدلی سے آزاد کرکے تذبذب اور بے یقینی کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ ایمان اقرار، تصدیق اور عمل سے مربوط ہے۔ایمان دعوے کا نہیں بلکہ رویوں (Attitude) کا نام ہے ایمان ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کو خالق کائنات کی ہیبت، عظمت، کبریائی اور محبت سے سرشار کرتا ہے، نبی اکرم ﷺ کی اطاعت پر مائل کرتا ہے۔ ایمان انسان کو نہ صرف اللہ اور اس کے رسول کو ماننے بلکہ اللہ اور رسول کی ماننے کے لائق بناتا ہے۔ایمان سلوک اور مسلسل عمل کا نام ہے۔ ایک صحابی نے نبی اکرم ﷺ سے نصیحت کے لئے کہا، آپ ﷺ نے فرمایا

قُل آمنتُ بِاللہِ فاستَقِم۔[9]

"کہو میں اللہ پر اِیمان لایا (اور بس) پھر اُس پر مضبوطی سے جم جاؤ۔"

ایمان ویقین کی اسی طاقت نے دنیا میں ایک مثالی انقلاب برپا کیا۔ علم، اخلاق، فکر وفلسفہ، سیاست اور حکومت کے میدان میں ایسی بے شمار عبقری شخصیات پیدا کیں جس کی نظیر آج تک نہیں ملتی۔ایمان استقامت اور ثابت قدمی کا نام ہے۔

۲۔علم: تعمیر ذات میں علم کی کلیدی حیثیت ہے۔ علم انسان کو خیر وشر سے آگاہ کرتا ہے اور جاہلوں سے آدمی کو ممتاز کرتا ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[10]

"اے نبی ﷺ کہہ دیجئے کیا علم والے (عالم) اور بے علم (جاہل) برابر ہو سکتے ہیں۔"

علم عرفان ذات کا سب سے بڑا ذریعہ ہے ۔ نفس کی پہچان کے لئے علم ضروری ہے اسی لئے کہا گیا ہے "جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے رب کو پہچانا"۔ علم خیر وشر کے حدود متعین کرنے کے علاوہ انسان کو خشیت الہی سے آراستہ کرتا ہے اور یہ ہی خشیت اسے خیر پر مائل اور شر سے دور رکھتی ہے۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ[11]

"بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں علم والے (عالم) ہی ڈرتے ہیں"۔

[9] نیشاپوری، مسلم بن حجاج، (۱۳۷۵ھ). صحیح مسلم، کراچی، نور محمد اصح، ح:۳۸

[10] القرآن، ۳۹:۹

[11] القرآن، ۲۸:۳۵

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

علم ایک امکانی طاقت ہے لیکن جب اس کے مطابق عمل کیا جاتا ہے تو یہ ایک حقیقی طاقت بن جاتا ہے اسی لئے قرآن کریم میں ایمان (علم) کے ساتھ عمل کی تلقین مربوط نظر آتی ہے۔ پاکیزہ علم دل اور دماغ کی تربیت کرتا ہے۔ علم انسان میں کردار کی مضبوطی، ضبط نفس، سننے سیکھنے اور جاننے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

۳۔ تفکر: علم کا دوسرا مرحلہ تفکر اور غور وخوض ہے۔ غور و فکر کی صلاحیت انسانی ذات کو گہرائی اور گیرائی عطا کرتی ہے۔ تفکر انسان پر انفس و آفاق کی حقیقتیں کھولتا اور ذہن و عقل پر پڑے راز و ظلمتوں کے پردے چاک کر دیتا ہے۔ انسان غور و فکر کی کوتاہی کی وجہ سے مکمل طور پر اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے سے قاصر ہے۔ تسخیر کائنات کے لئے تسخیر ذات ضروری ہے اور تسخیر ذات و کائنات کے عمل میں تفکر اور غور و فکر انسان کے لئے بہت زیادہ مددگار ثابت ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں تفکر اور غور و فکر کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جگہ جگہ انسان کو تفکر اور تدبر کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ زمین و آسمان کی تخلیق اور اپنی تخلیق پر غور کرے۔ اِرشاد فرمایا:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ[12]

"بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور شب و روز کی گردش میں عقلِ سلیم والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔"

غور وخوض اور تفکر و تدبر حکم خداوندی ہے، کیونکہ تفکر کے بغیر سوچ کے دروازے نہیں کھلتے اور اگر یہ دروازے مقفّل رہیں تو تاریخ کا سفر گویا رُک جاتا ہے اور اِرتقائے نسلِ اِنسانی کی تاریخ اندھیروں میں گم ہو جاتی ہے۔

۴۔ عمل: قرآن عملیات کی نہیں بلکہ عمل کی کتاب ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سخت جدوجہد کا عملی نمونہ ہے۔ محنت شاقہ اور ڈسپلن ہی نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کو برتر انسان بنایا اور رسول اکرم ﷺ نے ہماری محنت کی سمت اور سانچے کو بھی متعین کر دیا ہے۔ غلط سمت میں دوڑنے والا یقیناً منزل سے دور ہو جاتا ہے اور غلط سانچے میں خود کو ڈھالنے سے شخصیت تباہ ہو جاتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ[13]

"اور یہ کہ انسان کو (عدل میں) وہی کچھ ملے گا جس کی اُس نے کوشش کی ہوگی (رہا فضل اس پر کسی کا حق نہیں وہ محض اللہ کی عطاء ورضا ہے جس پر جتنا چاہے کر دے)۔"

ضروری ہے کہ انسان شخصیت کی تعمیر میں سعی و عمل سے کام لے۔ عمل سے فرار نہ اختیار کرے خواہشات پر اکتفانہ کرے بلکہ خواہش کے بیج کو اپنے عمل، تدبیر اور سعی و کوشش سے بیج کو سایہ دار، ثمر آور شجر میں تبدیل کر دے۔ خواہش کو عمل کے سانچے میں ڈھالیں۔

۵۔ نتیجہ عمل: نتیجہ عمل شخصیت کے تعمیری عمل میں از حد اہمیت کا حامل ہے۔ کامیابی کی صورت میں آدمی غرور و تکبر کا شکار ہو سکتا ہے یا ناکامی کی صورت میں ناامیدی اور بے یقینی کا۔ یہ دونوں کیفیات انسانی شخصیت کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ شخصیت کی تعمیر کا ایک اسلامی اصول یہ ہے کہ آدمی اپنی کامیابی کو اللہ کے فضل و کرم سے تعبیر کرے اور کامیابی پر شکر ادا کرے۔ تکبر اور غرور کا ہرگز مظاہرہ نہ کرے۔ ناکامی کی صورت میں اپنی

[12] القرآن، ۳:۱۹۰

[13] القرآن، ۵۳:۳۹

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

خامیوں اور کوتاہیوں کا جائزہ لیں اور صبر واستقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ کامیابی کے لئے عمل میں دوام واستقامت کردار کا ایک لازمی جزو ہوتا ہے۔ محض ایک یا دو مرتبہ کی کوشش سے خاطر خواہ نتائج حاصل ہونا ضروری نہیں ہے۔ مقاصد کے حصول کے لئے مسلسل جدوجہد درکار ہوتی ہے۔ اس وقت تک سعی و کوشش سے کنارہ کشی اختیار نہ کریں جب تک آپ کی محنت رنگ نہ لائے۔ اس کے لئے آپ کو خواہ کتنی ہی محنت، مشقت، اذیت و تکلیف سے ہی کیوں نہ گزرنا پڑے۔ یہی فکر حقیقی طور پر انسان کی شخصیت کو سنوار کر اسے فخر اور تقلید کے قابل بناتی ہے۔[14]

شخصیت سازی کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات کو منصبِ جلیلہ سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے انسان کو عقل کی طاقت عطا کر کے، بہترین شکل وصورت دیکر احسنِ تقویم کی سند عطا کی لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسفل سافلین کے مقام سے عبرت کا اعلان بھی فرمایا یعنی انسان اپنی اِس عقل کی طاقت کو استعمال کرتے ہوئے بندگی کا راستہ اختیار کرتا ہے یا بندگی کے راستے سے اعراض کرتے ہوئے اسفل سافلین کا ٹھکانہ اپناتا ہے۔ اللہ تعالی نے اِنہی دوراستوں میں فرق کرنے اور صحیح و مقصود راستہ اختیار کرنے کا ملکہ عطا کرنے کے لیئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا اور حضور نبی کریم ﷺ پر مکمل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی ان تعلیمات پر عمل کر کے انسان ایک با کردار انسان بن سکتا ہے۔ اس لیئے اسلام میں شخصیت سازی کی ابتداء ہی انسان کے عقائد وایمانیات کے باب سے ہے۔ کیونکہ تعلیمات پر عمل تب اصل سانچے میں ڈھل سکتا ہے جو انسان سب سے پہلے اپنے دل کو ایمان کے نور سے منور کر لے۔ اس حوالے سے بنیادی عقائد اسلام فوری طور پر انسان کی شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

عقیدہ توحید کے شخصیت پر اثرات: تمام انبیاء کرام کی دعوت کا بنیادی اور مرکزی نقطہ ہمیشہ عقیدہ توحید رہا ہے، کیونکہ عقیدہ توحید انسانیت اور انسانی شخصیت کی اساس ہے۔ نبی آخر زمان حضرت محمد ﷺ نے توحید کا پیغام دیا تو فرمایا کہ

هُوَ اللهُ الَّذِی لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔[15]

"وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، (حقیقی) بادشاہ ہے، ہر عیب سے پاک ہے، ہر نقص سے سالم (اور سلامتی دینے والا) ہے، امن و امان دینے والا (اور معجزات کے ذریعے رسولوں کی تصدیق فرمانے والا) ہے، محافظ و نگہبان ہے، غلبہ و عزّت والا ہے، زبردست عظمت والا ہے، سلطنت و کبریائی والا ہے، اللہ ہر اُس چیز سے پاک ہے جسے وہ اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔"

عقیدہ توحید انسان کے روحانی، ظاہری اور باطنی سیرت و کردار، اعمال اخلاقیات اور معاملات کو سنوار دیتا ہے۔ اور انسان دنیاوی واخروی اعتبار سے کامیاب ہو جاتا ہے۔ عقیدہ توحید سے ہی معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے جس کے سبب انسان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔

[14] https://www.jasarat.com/blog/2018/04/03/farooq-tahir-14, 20 may-2022,8:00 Pm

[15] القرآن، ۵۹:۲۲

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

عقیدہ آخرت کے شخصیت پر اثرات: عقیدہ آخرت سے مراد ہے کہ انسان اس بات کا کامل یقین رکھے کہ یہ دنیا فانی ہے اور اس کے بعد ایک دن ایسا لازمی آئے گا کہ جس میں اعمال کی جانچ پڑتال ہو گی۔ اور یہی عقیدہ انسانی شخصیت کو صحیح خطوط پر استوار کرتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے آخرت کی زندگی کی اصلاح کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ [16]

"فرما دیجئے: انہیں وہی زندہ فرمائے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اور وہ ہر مخلوق کو خوب جاننے والا ہے۔"

انسان میں نیکی اور بدی میں تمیز کے احساس کو ابھارنے کے لیے فرمایا کہ

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ [17]

"سو کیا تم نے یہ خیال کر لیا تھا کہ ہم نے تمہیں بے کار (و بے مقصد) پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟"

یعنی انسان اس حقیقت کو تسلیم کرے کہ اس دنیا کے ختم ہونے کے بعد ایک اور دنیا ہے جہاں محاسبہ ہو گا۔ عقیدہ آخرت کے اثرات انسان کی زندگی پر لامحالہ پڑتے ہیں۔ جواب دہی کا احساس اسے نیکی و تقویٰ کی راہ پر گامزن کرتا ہے، اس کے افکار و نظریات کو ایمان کے رنگ میں رنگ دیتا ہے، اس کا ایمان اسے اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی بلندیوں پر لے جاتا ہے اور اس کا ایمانی شعور اسے ہر سمت سے کاٹ کر رب ذوالجلال کی خوشنودی کی طرف لے جاتا ہے۔

عبادات کے شخصیت پر اثرات: ایمان اور عملِ صالح انسان کو اعلیٰ تربیت کی طرف گامزن کرتا ہے اور ہر طرح کے نقصان اور خسارے سے محفوظ کرتا ہے۔ کسی بھی تربیت کا کمال یہ ہے کہ انسان کی سوچ کو مفید بنا دیا جائے اور عمل کو نافع بنا دیا جائے۔ یہ مقصد ہمیں ایمان اور عملِ صالح سے حاصل ہوتا ہے۔ ایمان سوچ کو کار آمد اور مفید بناتا ہے جبکہ عملِ صالح انسانی عمل کو نفع بخش بناتا ہے۔ اور قرآن مجید نے بار بار اہلِ ایمان سے دو ہی چیزوں کا تقاضا اور مطالبہ کیا ہے۔

نماز کو اگر اس کے صحیح احساس کے ساتھ ادا کیا جائے تو وہ بندہ مومن کی اس شخصیت کی تعمیر کرتی ہے جو اسلام کا مطلوب و مقصود ہے۔ نماز انسان کو سارا دن اپنے خدا سے وابستہ رکھتی ہے، اور مختلف وقفوں کے بعد وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سربسجود ہو جاتا ہے۔ نماز کی ادائیگی میں وقت کی پابندی انسان کو پابندی وقت کا درس دیتی ہے۔ اللہ کے حضور، خشوع، خضوع اور مکمل توجہ کا تقاضا کرتی ہے۔ ظاہر اور باطن کی صفائی کا درس ملتا ہے۔ روزے کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ [18]

---

[16] القرآن، ۳۶:۷۹

[17] القرآن، ۲۳:۱۱۵

[18] القرآن، ۲:۱۸۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

”(اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ“۔

روزہ ایک اہم ترین اور ممتاز عبادت ہے۔ روزہ رکھنے سے اہل ثروت کے دلوں میں اکثر فاقہ سے رہنے والے دوسرے انسانوں کے لئے جہاں ہمدردی اور غم خواری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں وہیں بھوک اور پیاس کا یہ تجربہ انہیں غریبوں اور حاجت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ان کی مدد پر ابھارتا ہے۔ روزہ رکھنے سے انسان کے اندر احساس ذمہ داری پیدا ہوتی ہے روزہ امت مسلمہ میں ایک عالمگیر برادری کے احساس کو پختہ اور نسلی و طبقاتی تفاخر کو ختم کرتا ہے۔ جس سے بلاشبہ شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔

اخلاق حسنہ کے شخصیت پر اثرات: قرآن و حدیث زندگی کے ہر پہلو پہ انسان کی کردار سازی کے حوالے سے رہنما اصول بیان کرتے ہیں۔ عقائد اور عبادات جہاں انسانی کردار کی تعمیر کرتی ہیں وہیں اخلاقیات بھی شخصیت سازی کا اہم عنصر ہیں۔ ان بیان کردہ اصولوں کو اپنانے سے نہ صرف انسان کی انفرادی شخصیت بہتر ہوتی ہے بلکہ اجتماعی طور پہ معاشرہ بھی اعلی اخلاقی اقدار پہ استوار ہوتا ہے۔ ذیل میں قرآن و سنت کے شخصیت سازی کے حوالے سے چند رہنما اصول بیان کئے جارہے ہیں۔

انسانی شخصیت کی تعمیر میں عفو درگزر ایک اہم عنصر ہے اللہ تعالی غفور رحیم ہے اور ہم اس کے بندے ہیں اللہ کے بندے ہونے کے ناطے ہمیں چاہیے کہ ہم لوگوں کی غلطیاں اور کوتاہیاں معاف کردیں تو اللہ رب العزت ہم راضی ہوگا اور یقیناً شخصیت پہ مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ عفو و گزر کے حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ[19]

"یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی (دونوں حالتوں) میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے (ان کی غلطیوں پر) درگزر کرنے والے ہیں، اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔"

انسان معاشرے میں رہنا پسند کرتا ہے۔ اسی طرح معاشرے میں رہنا انسان کی بنیادی ضرورت بھی ہے۔ لہذا اپنی معاشرتی زندگی میں تمام لوگوں کیساتھ اُن کے مزاج اور طبیعت کے مطابق پیش آنا اور ہر لحاظ سے نرمی کا پہلو مد نظر رکھنا، خود کو دوسرے انسان سے کسی بھی لحاظ سے بڑا خیال نہ کرنا اور اپنے آپ کو حقیر جاننا عاجزی وانکساری کہلاتی ہے اور انہی اصولوں سے تعمیر شخصیت ہوتی ہے۔

قرآن مجید شاہد ہے کہ عجز و انکساری اختیار کرنے والے مرد و خواتین اللہ کے ہاں بڑا عظیم مقام رکھتے ہیں۔ اللہ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا[20]

[19] القرآن، ۳:۱۳۴

[20] القرآن، ۳۳:۳۵

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

"بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، اور مومن مَرد اور مومن عورتیں، اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، اور صدق والے مرد اور صدق والی عورتیں، اور صبر والے مرد اور صبر والی عورتیں، اور عاجزی والے مرد اور عاجزی والی عورتیں، اور صدقہ وخیرات کرنے والے مرد اور صدقہ وخیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ نے اِن سب کے لئے بخشِش اور عظیم اجر تیار فرما رکھا ہے۔"

عجز و انکساری کی عظمت کا اندازہ اس بات سے عیاں ہے کہ سرور دو عالم ﷺ اپنی بے پناہ عظمت اور اللہ کے محبوب ہونے کے باوجود انتہائی عجز و انکساری سے رہنا پسند فرماتے۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"جو شخص اللہ کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔[21]"

الغرض تکبر سے خود کو بچانا اور عجز و انکساری اختیار کرنا ہر مسلمان کی شخصیت کا لازمی جزو ہے۔ ہر ایک کے ساتھ ان کے مقام و مرتبے اور مزاج کے لحاظ سے انکساری سے پیش آنا، انکا خندہ پیشانی سے استقبال کرنا اور ان کا مطلوبہ اہمیت کے مطابق عزت دینا نہایت ضروری ہے۔

حسنِ معاشرت میں شخصیت سازی کی اہمیت:

معاشرے کا چین و سکون، تعمیر و ترقی، فلاح و بہبود اس میں بسنے والے افراد کے اخلاق و کردار کی حفاظت اور باہمی تعلقات کی مضبوطی کا مرہونِ منت ہوتا ہے۔ اگر افراد کی شخصیت سازی ہو گی تو یقیناً معاشرہ بھی باکردار ہو گا۔ حقوق العباد کو جس قدر تفصیل و تاکید سے اسلام نے بیان کیا ہے، یہ اسی کا خاصہ ہے۔ ان حقوق میں والدین، اولاد، زوجین یعنی میاں بیوی، رشتہ دار، یتیم، مسکین، مسافر، ہمسایہ، سیٹھ، نوکر اور قیدی وغیرہ کے انفرادی حقوق کے ساتھ دیگر اجتماعی و معاشرتی حقوق کا وسیع تصور بھی شامل ہے جن میں سے چند حقوق کا ذیل میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

ماں باپ دنیا کی عظیم نعمت ہیں جو اولاد کی پرورش، بچپن سے لے کر بڑے ہونے تک بے لوث طریقے سے کرتے ہیں۔ اسکو تعلیم دیتے ہیں اسکو اخلاق سیکھاتے اس کو بڑے چھوٹے کا ادب سیکھاتے ہیں اس لیے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کے بارے ہر مذہب میں تاکید کی گئی ہے۔ اور جو شخص والدین کا فرمانبردار اور احترام کرنے والا ہو گا تو اس کی شخصیت اتنی ہی مظبوط اور خوبصورت ہو گی۔ اسلام میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت اس بات سے واضح ہوتی ہے کہ اللہ نے اپنی عبادت کے بعد ساتھ ہی والدین سے بھلائی کا کہا ہے۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ ٱلْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا[22]

---

[21] ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، (۲۰۱۱ء). جامع الترمذی، لاہور، آفتاب عالم پریس، ح:۲۶۴۶

[22] القرآن، ۱۷:۲۳

"اور آپ کے رب نے حکم فرما دیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو، اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں "اُف" بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والدین کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے کو کبیرہ گناہ قرار دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کوئی شخص اپنے والدین پر بھی لعنت کر سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبَّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ[23]

"کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا یہ اور کوئی شخص کسی کی ماں کو گالی دیے اور وہ (بدلے میں) اس کی ماں کو گالی دے (تو یہ اپنے والدین پر لعنت کے مترادف ہے)۔"

انسانی شخصیت کے مثبت ہونے کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب وہ دوسروں کے ساتھ معاملہ کرے۔ اس میں بھی نچلے طبقے سے سلوک شخصیت کے مثبت پہلو کو ظاہر کرتا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات میں نچلے طبقے سے حسن سلوک پر زور دیا گیا ہے،۔ اس میں بیوائیں، یتیم، اور مسافر شامل ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالی نے فرمایا کہ

وَاعْبُدُواْ اللّهَ وَلاَ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالاً فَخُورًا[24]

"اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں (سے) اور نزدیکی ہمسائے اور اجنبی پڑوسی اور ہم مجلس اور مسافر (سے)، اور جن کے تم مالک ہو چکے ہو، (ان سے نیکی کیا کرو)، بیشک اللہ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو تکبرّ کرنے والا (مغرور) فخر کرنے والا (خود بین) ہو۔"

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر پوری نسل انسانی کو عزت، جان اور مال کا تحفظ فراہم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ[25]

بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اِسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اِس دن کی حرمت تمہارے اِس مہینے میں اور تمہارے اِس شہر میں (مقرر کی گئی) ہے. یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملوگے".

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[23] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، (۱۳۸۱ھ) صحیح بخاری، کراچی، مطبع نور محمد اصح، ح:۲۲۳۹

[24] القرآن، ۳۶:۴

[25] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، (۱۳۸۱ھ)، صحیح بخاری، کراچی، مطبع نور محمد اصح، ح:۲۲۴۱

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ، حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ [26]

جو مسلمان کسی غیر مسلم شہری (معاہد) کو ناحق قتل کرے گا اللہ تعالیٰ اُس پر جنت حرام فرمادے گا"۔

انسان جسم و روح کا مجموعہ ہے ان دونوں کے تقاضے بھی الگ الگ ہیں لہذا جسم میں نفسانی خواہشات کو بھی رکھا گیا ہے ان کو جائز طریقے سے پورا کرنا شخصیت کا ایک مثبت پہلو ہے۔ نکاح سے انسان کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے اور وہ گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں مرد کے لیے بیوی کا ہونا اور بیوی کے لیے شوہر کا ہونا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ [27]

"اور یہ (بھی) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان کی طرف سکون پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، بے شک اس (نظامِ تخلیق) میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔"

گویا نکاح کا عمل 'قانونِ فطرت' کے عین مطابق اور فطری تقاضوں کو ملحوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن حکیم میں نکاح کا مقصد معاشرے اور افراد معاشرہ میں تسکینِ جذبات کے ساتھ ساتھ ذہنی اور فکری پاکیزگی پیدا کرنا ہے۔ نکاح سے انسان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ۔ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ۔ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔ [28]

"اے جوانو! تم میں سے جو شخص گھر بسانے کی استطاعت رکھتا ہو وہ شادی کر لے کیونکہ نکاح سے نظر نہیں بھٹکتی اور شرم گاہ محفوظ رہتی ہے، اور جو شخص نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے کیونکہ روزے اس کی شہوت کو کم کر دیتے ہیں۔"

ترہیب کے ذریعے شخصیت سازی کی اہمیت:

قرآن و حدیث میں ترہیب کے ذریعے بھی شخصیت سازی کا اسلوب اپنایا گیا ہے۔ منفی سوچ اور خیالات کے زیر اثر ایک متوازن اور پسندیدہ شخصیت کی تعمیر ممکن نہیں ہے۔ منفی سوچ اور خیالات ایسے وائرس ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ذہن و قلب ماؤف اور نا امید ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی پروگرام میں وائرس آجاتا ہے تو فارمیٹنگ کے ذریعے اس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جاتا ہے۔ اپنی بہتری اور ترقی کے لئے انسان کو بھی اپنے ذہن کی فارمیٹنگ کرنی ضروری ہے تاکہ کارکردگی کو بہتر بنا کر کامیابی کے راستوں پر گامزن ہو سکے۔ اگر ایسی چیزوں کو اپنائے گا تو شخصیت کی تباہی ہو گی اور بالآخر معاشرہ بھی تباہی کا شکار ہو جائے گا۔

[26] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، (۱۳۸۱ھ)۔ صحیح بخاری، کراچی، مطبع نور محمد اصح، ج:۲، ص:۴۲۰

[27] القرآن، ۳۰:۲۱

[28] نیشاپوری، مسلم بن حجاج، (۱۴۴۱ھ)۔ صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، کتاب النکاح، ح:۱۴۰۰

جھوٹ ایک ایسی عادت ہے جو انسان اس میں مبتلاء ہو جائے تو اس کی شخصیت عدم توازن کا شکار ہو جاتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے جھوٹے انسان کی نشانی بتائی تو فرمایا کہ منافق کی ایک یہ علامت ہے کہ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے۔ قرآن پاک میں بھی فرمایا گیا کہ

وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ[29]

"اور جھوٹی بات سے پرہیز کیا کرو۔"

مسلمانوں کو ایک دوسرے کے بارے ناجائز تجسس اور ٹوہ لگانے سے اللہ نے سختی سے منع فرمایا ہے کیونکہ ایسا کرنے والا اچھے اور مثبت کردار کا حامل نہیں ہو سکتا لہذا فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا[30]

"اے ایمان والو! زیادہ تر گمانوں سے بچا کرو بیشک بعض گمان (ایسے) گناہ ہوتے ہیں (جن پر اُخروی سزا واجب ہوتی ہے) اور (کسی کے عیبوں اور رازوں کی) جستجو نہ کیا کرو۔"

مسلمانوں کو ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانیوں سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ اکثر گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پر جاوگے تو تم اُنہیں اَور بگاڑ دوگے۔[31]

غصہ انسانی شخصیت کو تباہ کر دیتا ہے۔ شخصیت کی تعمیر کے لئے ضروری ہے کہ اس سے بچا جائے۔ انسان جہاں اپنی توقعات کے برعکس کوئی عمل دیکھتا ہے یا اسکی طبیعت کے موافق کام نہیں ہوتا تو غصہ کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ غصہ ایک منفی جذبہ ہے جس کی وجہ انسان کی شخصیت داغدار ہوتی ہے اور معاشرتی اعتماد کے خاتمے کا باعث بھی بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں غصے کو گناہ اور فواحش کیساتھ ذکر کیا ہے:

وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ[32]

"اور جو لوگ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب انہیں غصّہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔"

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم (ﷺ) نے فرمایا جس شخص نے غصہ ضبط کر لیا حالانکہ وہ اس کے اظہار پر قادر تھا، اللہ تعالیٰ اس کو امن اور ایمان سے بھر دے گا۔"[33]

---

[29] القرآن، ۲۲:۳۰

[30] القرآن، ۴۹:۱۲

[31] ابی داود، سلیمان بن اشعث، (۱۴۳۰ھ)، سنن ابی داود، کتاب الادب، دار الرسالۃ العلمیہ، بیروت، ح:۴۸۸۸

[32] القرآن، ۴۲:۳۷

[33] ابن ماجہ، محمد بن یزید (۱۳۷۲ھ)، سنن ابن ماجہ، دار احیاء الکتب العربیہ، مصر، ج:۲، ح:۴۱۸۶

خود نمائی وخود پسندی کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اس بات کا اظہار کرے کہ اسے نیک عمل کی توفیق یا نعمت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز مثلاً نفس یا مخلوق سے حاصل ہوئی ہے۔اور یہ انسانی شخصیت کا زوال ہے اللہ تعالی انسان کو تعمیر شخصیت کا عروج عطا کرنا چاہتا ہے۔خود نمائی وخود پسندی کی ضد احسان ہے اور احسان کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اس بات کا اظہار کرے کہ اسے نیک عمل کی توفیق یا نعمت اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید سے حاصل ہوئی ہے۔

حضرت انس سے روایت ہے، نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔(1) بخل جس کی پیروی کی جائے۔(2) نفسانی خواہشات جن کی اتباع کی جائے۔(3) آدمی کا اپنے آپ کو اچھا سمجھنا۔[34]

تمسخر و مذاق اُڑانے کی ممانعت: تمسخر اور مذاق جو توہین آمیز عمل ہے جس سے دوسرے انسان کی شخصیت متاثر ہوتی ہے۔اس کے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔اس بارے میں اللہ نے فرمایا کہ تمہیں کیا خبر کہ جنکا تم مذاق اڑاتے ہو وہ تم سے بہتر ہوں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ[35]

"اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے وہ لوگ اُن (تمسخر کرنے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں ہی دوسری عورتوں کا (مذاق اڑائیں) ممکن ہے وہی عورتیں اُن (مذاق اڑانے والی عورتوں) سے بہتر ہوں، اور نہ آپس میں طعنہ زنی اور الزام تراشی کیا کرو۔"

نسلی امتیاز کیوجہ سے اگر کوئی شخص دوسرے کا مذاق اڑاتا ہے اور خود اعلیٰ نسل کا سمجھتا ہے تو ایسی ذہنیت کے لیئے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان قابل غور ہے۔حضرت ابو سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:"تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے اور کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں ہے نہ عجمی کو عربی پر فضیلت ہے، نہ گورے کو کالے پر فضیلت ہے، نہ کالے کو گورے پر فضیلت ہے مگر صرف تقویٰ سے۔[36]

الغرض تمسخر یا مذاق اڑانا ایک قبیح فعل ہے اور شخصیت کے لئے زہرِ قاتل کہ حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن و حدیث کی ان تعلیمات سے واضح ہے کہ شخصیت سازی میں اس کی انتہائی اہمیت ہے۔

حاصلِ بحث:

مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن و سنت صرف عبادات و معاملات تک محدود نہیں بلکہ وہ انسان کی شخصیت کی ہمہ جہت تربیت کا جامع نظام پیش کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ میں ہمارے لیے کامل نمونہ موجود ہے جو اخلاق، برداشت، صداقت، عدل، عفو و درگزر جیسے اوصاف پر مشتمل مثالی شخصیت سازی کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید ایمان، عمل صالح، تقویٰ، صبر اور شکر جیسے عناصر کو ایک مثالی شخصیت کی اساس قرار دیتا ہے۔

34 الشعرانی، عبد الوہاب، (۱۹۶۵ء)، "الطبقات الکبری"، ترجمہ طبقات اولیاء، عبد الغنی (مترجم)، کراچی، نفیس اکیڈمی، ص:۷۶

35 القرآن، ۴۹:۱۱

36 اصبہانی، ابو نعیم (۲۰۱۳)، محمد یوسف لدھیانوی (مترجم)، کراچی، دار الاشاعت، اردو بازار، ج:۱، ص:۹۲

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

لہٰذا، اگر آج کا انسان قرآن و سنت کے ان رہنما اصولوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنالے تو نہ صرف ایک باکردار فرد بن سکتا ہے بلکہ ایک پرامن، منصفانہ اور ترقی یافتہ معاشرہ بھی تشکیل پا سکتا ہے۔